International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02, July-Dec 2023
pp:406 - 423

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

ممتاز صحابیات وعالمات کی رفاہی خدمات: تحقیقی مطالعہ

The Welfare Services of Prominent Female Companions and Scholars: A Research Study

Muhammad Abdur Rehman Khan
M Phil Scholar, Institute of Islamic studies, University of the Punjab, Lahore

Abstract

This research study delves into the welfare contributions of distinguished female companions and scholars in Islamic history. The first section focuses on Sayyida Aisha bint Abu Bakr (RA), highlighting her scholarly achievements, including her expertise in Quranic exegesis, principles of jurisprudence, Hadith narration, and her efforts to aid the poor and needy. It also examines her generosity and support for those in need. The second section explores the services of Sayyida Umm Salama (RA), Sayyida Zainab bint Khuzayma (RA), and Sayyida Zainab bint Jahsh (RA). This includes their contributions to Hadith sciences, religious knowledge, and their charitable actions towards the underprivileged. The final section introduces renowned female scholars such as Fatima bint Yahya Andalusia, Fatima bint Alauddin, and Maryam Jameelah, emphasizing their scholarly contributions and welfare activities. This study aims to shed light on the significant impact these women had on both religious scholarship and social welfare, highlighting their exemplary roles in serving humanity.

Keywords: Female Companions, Islamic Scholars, Welfare Services, Charitable Contributions, Religious Education

تعارف موضوع

اس تحقیقی مطالعے کا مقصد اسلامی تاریخ کی ممتاز صحابیات اور عالمات کی رفاہی خدمات کا جائزہ لیناہے۔ مبحث اول میں سیدہ عائشہ بنتِ ابی بکرؓ کے علمی اور رفاہی کردار کو اجاگر کیا جائے گا، جنہوں نے قرآن کی تفسیر، اصول فقہ، قیاس، اور حدیث کی روایت میں نمایاں خدمات انجام دی۔ اس کے علاوہ، غرباء اور محتاجوں کی مدد اور ان کی سخاوت بھی زیر بحث آئے گی۔

CC BY

مبحث دوم میں سیدہ ام سلمہؓ، سیدہ زینب بنتِ خزیمہؓ، اور سیدہ زینب بنتِ جحشؓ کی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا، جن کی علمی اور رفاہی خدمات قابل قدر ہیں۔ مبحث سوم میں مشہور عالمات خواتین جیسے فاطمہ بنت یحیٰ اندلسیہ، فاطمہ بنت علاؤالدین، اور مریم جمیلہ کی علمی اور رفاہی خدمات کا ذکر کیا جائے گا، جو اسلامی تعلیمات میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

مبحث اوّل: سیدہ عائشہ کی علمی و رفاہی خدمات

اسلام میں مسلم عالمات کی بات کی جائے تو سب سے پہلے نمبر پر صحابیات کا تذکرہ ہوتا ہے جنھوں نے حضور اکرم ﷺ سے علمِ فیض حاصل کیا اور اس کے بعد اس علم آپ ﷺ کے اس حکم "فالیبلغو الشاہد و الغائب" کے تحت آنے والوں تک پہنچایا بلکہ اس کا صحیح معنوں میں حق بھی ادا کیا۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو صحابیات اور دیگر خواتین آپ ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتی تھیں۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ ہفتہ خواتین کی تعلیم کے لئے مقرر کیا گیا تھا جس میں وہ آپ ﷺ سے مسائل سے متعلق سوالات کرتی۔

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: «مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلاَثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ» فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَ اثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: وَ اثْنَتَيْنِ۔[1]

ابی سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ سے عورتوں نے کہا (آپ ﷺ سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے بڑھ گئے ہیں، اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے وعظ کے لیے بھی کوئی دن خاص فرمادیں۔ تو آپ ﷺ نے انسے ایک دن کا وعدہ فرمالیا تھا۔ اس دن آپ نے عورتوں سے ملاقات کی اور انھیں وعظ فرمایا اور مناسب احکام سنائے اور جو کچھ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے اپنے تین لڑکے، آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ سے پناہ بن جائے گی۔ اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو بھیج دے) تو آپ ﷺ نے فرمایاہاں! اور دو کا بھی یہ ہی حکم ہے۔

سیدہ عائشہ بنت ابی بکرؓ

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ اُن کا لقب صدیقہ اور کُنیت اُم عبد اللہ تھی۔ آپ کی ولادت نبوت کے پانچویں سال اور ہجرت سے نو سال قبل جولائی ۶۱۴ء کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام اُم اومان ہے۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ ملول اور غمگین رہا کرتے تھے۔ اس صورت حال کے باعث آپؐ کے اصحاب فکر مند تھے۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد حضرت خولہؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ دوسرا نکاح

کرلیں۔اس سلسلے میں آپ نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سامنے تین نام پیش کیے جن میں پہلا نام سودہ بنت زُمعہؓ اور دوسرا نام سیدہ عائشہؓ کا تھا۔ آپؐ سے حضرت عائشہ کا نکاح نبوت کے دسویں سال ہوا۔ مہر کی رقم پانچ سو درہم مقرر ہوئی۔اور رخصتی ہجرت کے چند ماہ بعد یعنی شوال اھ بمطابق اپریل ۶۲۳ء کو مدینہ منورہ میں نہایت سادگی کے ساتھ ہوئی۔

مورخ ابن سعدؒ نے لکھاہے اور ارباب سیر نے اُس کی تقلید کی ہے "کہ سیدہ عائشہؓ نبوت کے چوتھے سال کی ابتداء میں پیدا ہوئیں،اور نبوت کے دسویں سال چھ برس کی عمر میں بیاہی گئی"۔ لیکن یہ کسی طرح سے صحیح نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر نبوت کے چوتھے سال کی اگر اُن کی ولادت مان لی جائے تو نبوت کے دسویں برس ان کی عمر چھ سال کی نہیں بلکہ سات سال ہو گی ۔اصل یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ کی عمر کے بارے میں چند باتیں بڑی واضح ہیں؛ ہجرت سے تین برس قبل چھ سال کی عمر میں بیاہی گئیں، شوال اھ میں نو برس کی عمر میں رخصتی ہوئی، اٹھارہ سال کی عمر میں یعنی ۱۱ ربیع الاول میں بیوہ ہوئیں۔اس لحاظ سے ان کی عمر کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہو گا۔یعنی شوال ۹ قبل ہجری، بمطابق جولائی ۶۱۴ء"۔ [2]

سیدہ عائشہؓ کا علمی مقام

حضرت عائشہؓ بہترین مفسرہ، عالمہ، محدثہ، قاریہ، فقیہ اور شاعرہ تھیں، بڑے جلیل قدر صحابہ کرام آپ کی خدمات میں حاضر ہو کر مختلف مسائل کے حوالے سے وقتاً فوقتاً آپ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ سنن ترمذی کی روایت ہے:

مَا أُشْكِلَ عَلَيْنَا أَصْحَابِ محمد ﷺ حَدِيْثٌ قَطٌّ فَسَاَ لْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْ نَا عِندَهَا مِنهُ عِلمً[3]

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی حدیث مشکل ہوتی اور ہم نے اس کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ہمیں ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی جانکاری ضرور ملی۔

سیدنا عطا ابن ابی الرباح تابعی رحمہ اللہ، جن کو متعدد صحابہ کے تلمذ کا شرف حاصل ہے، فرماتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهَ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ وَاحْسَنَ النَّاسِ رَاْياً فِي الْعَامَّةِ[4]

"سیدہ عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ صاحب علم اور عوام میں سب سے زیادہ اچھی رائے والی تھیں۔"

امام زہری جنھیں تابعین کا پیشوا کہا جاتا ہے، کہتے ہیں:

"كَانَتْ عَائِشَةُ و اعلَمَ النَّا سِ يَسْئَلُهَا الْاكابِرُ مِن اصحابِ رَسُول الله ﷺ"[5]

"سیدہ عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے پوچھا کرتے تھے"۔

آپؓ کو قرآن مجید کی تفسیر، روایتِ حدیث، فقہی مسائل کا استنباط، عرب کی تاریخ و ادب، پر خاص عبور حاصل تھا اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام مسائل کے حوالے سے آپ سے رہنمائی لیتے تھے۔

سیدنا عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے:

مَا رَأیتُ أَحدًا أَعلَمَ بِالحَلَالِ وَالحَرَامِ وَالعِلمِ وَالشعرِوَالطب مِنْ عَائشَةَأُم المُومِنِینَ[6]

"میں نے حلال و حرام و علم و شاعری اور طب میں اُم المومنین سیدہ عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا"

ایک شخص نے سیدنا مسروق تابعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ "کیا اُم المومنین فرائض کا فن جانتی تھیں؟ جواب دیا:

"اللہ کی قسم! میں نے بڑے بڑے صحابہ کو ان سے فرائض کے مسئلے دریافت کرتے دیکھا ہے"۔[7]

تفسیر قرآن مجید

قرآن مجید کا ایک بہت بڑا حصہ اس وقت نازل ہوا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی زوجیت میں آپ کے گھر تشریف لا چکی تھیں۔ خود صاحبِ قرآن سے قرآن مجید سُنا، جب کسی آیت کا مطلب سمجھ نہ آیا تو رسول اکرم ﷺ سے اس کا مفہوم پوچھ لیتیں۔ قرآن مجید کی آیات کا ایک بڑا حصہ آج بھی کتب احادیث میں محفوظ ہے جس کے اندر آپ نے جو اسرار و حکم بیان فرمائے ہیں اُن کو دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ انہیں جواہر پاروں سے اُمت کے مفسرین نے جی بھر کر دامن بھرے ہیں۔

تفسیر قرآن کے سلسلے میں مسئلہ خواہ قرآن مجید کے الفاظ کی لغوی تشریح کا ہو یا اُس کے معنی بیان کرنے ہوں، آیات سے فقہی استنباط مسائل کرنے کا معاملہ ہو، سیدہ عائشہ نے ہر میدان میں اُمت کی رہنمائی کی ہے اور بیش قیمتی نقوش چھوڑے ہیں۔ قرآن مجید تیئس سال کی مدت میں نازل ہوا، سیدہ عائشہ نبوت کے ۱۴ویں سال نو برس کی عمر میں رسول خدا ﷺ کے گھر تشریف لائیں۔ یعنی نزول قرآن کے نصف کے قریب حصے کے نازل ہونے کے بعد آپ رسول ﷺ کے عقد میں آئیں تھیں۔ یعنی دس سال کے عرصے میں جب نزول قرآن ہو رہا تھا وہ زمانہ آپ کا رسول ﷺ کے ساتھ گزرا جس میں آپ نے اپنے قوت حافظہ اور علمی لگاؤ کے سبب قرآن مجید میں گہری دلچسپی رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ روزانہ حضرت ابو بکر کے گھر تشریف لاتے تھے۔ سیدنا ابو بکر نے گھر کے اندر مسجد بنا لی تھی اس میں بیٹھ کر بڑی رقت سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ سیدہ ان لمحات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرتیں، آپ فرماتی تھیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت میں کھیل رہی تھی۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ والساعةُ اَدْهیٰ وَاَمَرُّ ۝[8]

ترجمہ: "بلکہ قیامت کا روز اُن کے وعدہ کا دن ہے، وہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہو گی"۔

سیدہ عائشہ کا ایک غلام جس کا نام ابو یونس تھا فنِ کتابت میں ماہر تھا، سیدہ عائشہ نے اُن کے ہاتھ سے قرآن مجید لکھوایا تھا۔ اختلافِ قرات کا اثر عجم کے میل جول کی وجہ سے عراق پر سب سے زیادہ تھا۔ عراق سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ "ام المومنین! مجھے اپنا قرآن مجید دیکھائیے۔" وجہ دریافت کی تو کہا: "ہمارے ہاں قرآن اب تک بے ترتیب پڑھتے ہیں میں چاہتاہوں کے اپنے قرآن کی ترتیب آپ ہی کے قرآن کے مطابق کردوں۔" فرمایا: "سورتوں کے آگے پیچھے ہونے میں کوئی نقصان نہیں"۔ پھر اپنا قرآن نکال کر ہر سورۃ کی سر آیات پڑھ کر لکھوادیں۔ سیدہ عائشہ کی یہ عادت تھی کہ اگر کسی آیت کریمہ کا مطلب سمجھ میں نہ آتا تو خود رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیتیں۔ صحیح احادیث میں متعدد مقامات پر آپ کا رسول اللہ ﷺ سے سوال مذکور ہیں۔ اللہ کی طرف سے امھات المومنین کو یہ حکم تھا کہ

وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝[9]

"تمھارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت کی جو باتیں پڑھ کر سنائی جارہی ہیں، اُن کو یاد کیا کرو۔"

حکمِ الٰہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں لمبی لمبی آیات کی تلاوت نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ فرماتے۔ سیدہ عائشہؓ ان نمازوں میں آپ کے پیچھے ہوتیں۔ قرآن مجید کا نزول سیدہ عائشہؓ کے علاوہ کسی اور بیوی کے بستر پر نہیں ہوا۔ قرآن مجید کے نزول کے وقت پہلی آواز آپؓ کے کانوں میں پڑتی۔ آپ فرماتی ہیں کہ سورۃ بقرہ اور سورۃ النساء جب اترتیں تو میں آپ ﷺ کے پاس تھی۔

ایک مرتبہ چند اصحاب رسول ﷺ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کہ "اُم المومنین! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟" آپ نے فرمایا! "کان خلق القرآن" آپ کا اخلاق قرآن تھا۔" پھر فرمایا کہ آپ کی عبادت شبانہ کا طریقہ کیا تھا؟ فرمایا: "کیا سورۃ المزمل میں نہیں پڑھا؟"

اُصولِ فقہ و قیاس

عقائد اور فقہی احکام کے استنباط و استدلال میں وہ جس طرح قرآن کی آیتوں سے استناد کرتی ہیں یہ سب سیدہ عائشہؓ کی فقہی علوم سے دلچسپی کا مظہر تھی۔ آپؐ کی زندگی میں تو تمام تر معالات کا مرکز و محور آپ کی ذاتِ اقدس تھی، آپؐ کی وفات کے بعد جب صحابہ کرام کو کسی معاملے میں رہنمائی حاصل کرنا ہوتی تو وہ اُم المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے متعلق رہنمائی لیتے تھے۔

روایتِ حدیث میں سیدہ عائشہؓ کا مقام

روایت حدیث میں حضرت عائشہؓ کا مقام تمام اُمہات المومنین سے بڑھ کر ہے۔ حفظِ حدیث اور سُنن نبوی ﷺ کی اشاعت کا فرض گو کہ دیگر اُمہات المومنین بھی ادا کرتی تھیں، تاہم سیدہ عائشہؓ کے رُتبے کو اُن میں سے کوئی بھی نہیں پہنچیں۔ سیدنا محمود بن لبید رحمہ اللہ، کا بیان ہے:

كَانَ اَزْوَاجُ النَّبى رضى الله عنهن يَحْفَظْنَ مِنْ حَدِيْث النَّبِي ﷺ كَثِيْرًا وَلَا مِثْلًا لِعَا ئِشَةَ وَ اُمِّ سَلَمَةَ[10]

"ازواج مطہرات بہت سی حدیثیں زبانی یاد رکھتی تھیں، لیکن سیدہ عائشہؓ اور سید اُم سلمہؓ کے برابر نہیں"

احنف بن قیس اور موسیٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ حضرت عائشہ سے بڑھ کر میں نے فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

حضرت معاویہؓ کا قول ہے کہ:

"ہم نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ بلیغ، زیادہ فصیح اور زیادہ تیز فہم کوئی خطیب نہیں دیکھا"۔[11]

امام زہریؒ کا بیان ہے:

لَوْجُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ كُلِّهِم وَعِلْمُ اَزْوَاجِ النَّبى ﷺ فَكَانَتْ عَائِشَةُ اَوسَعَهُمْ عِلْمًا[12]

"اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جاتا، تو سیدہ عائشہؓ کا علم اُن میں سب سے وسیع ہوتا"

کُتبِ سیرت میں متعدد روایات ملتی ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہؓ کو دینی علوم کے علاوہ تاریخ، طب، اور شعر و ادب میں بھی درسگاہ کا مقام رکھتی تھیں۔ آپؓ کی علمی و دینی خدمات اور رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات و ارشادات کی نشر و اشاعت کے اعتبار سے آپ کا کوئی ثانی نہیں اُنھیں خدمات کے اعتراف میں طالب ہاشمی نے اپنی کتاب تذکار صحابیات میں آپ کو "محسنہ اُمت" کہا ہے۔[13]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد دو سو کے قریب بیان کی جاتی ہے جن میں اکابر صحابہ کرامؓ، صحابیات، تابعین کو امام حجر العسقلانیؒ نے اپنی کتاب "تھذیب التھذیب" میں لکھا ہے، اُن میں سے مشہور کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

ا۔ حضرت ابو ہریرہؓ، ۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، ۳۔ حبر الامتہ حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ، ۴۔ فقہی الامت حضرت عبداللہ بن عمرؓ، ۵۔ حضرت عمرو بن العاصؓ، ۶۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، ۷۔ حضرت بریرہؓ، ۸۔ عروہ بن زبیرؓ، ۹۔ قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؒ، ۱۰۔ ابو سلمہؒ بن عبدالرحمنؒ، ۱۱۔ مسروقؒ بن اجدع، ۱۲۔ معاذہؒ بنت عبداللہ العدویہ، ۱۳۔ صفیہؒ بنت

شیبہ ،۱۴۔عمرو بنت عبد الرحمنؒ،۱۵۔عائشہ بنت طلحہؒ،۱۶۔امام نخعیؒ،۱۷۔بہن اُم کلثوم بنت ابو بکر صدیق،۱۸۔رضاعی بھائی عوف بن حارث بن طفیل،۱۹۔اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر بھتیجی ،۲۰۔حفصہ بنت عبد الرحمن بھتیجی ۲۱۔زید بن خالد جہنیؒ،۲۲۔ذکوان،۲۳۔ابو عمرو ابن فروخ۔ تابعین :سعید ابن مسیبؒ،عبد اللہ بن عامر بن ربیعہؒ،صفیہ بنت شیبہؒ، علقمہ بن قیسؒ،ہمام ابن حارثؒ وغیرہ شامل ہیں[14]

حافظ ابنِ حجر نے حضرت عائشہؓ کے اصحاب و تلامذہ کی یہ فہرست لکھ کر "وخلق کثیر "لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا حضرات کے علاہ اور بہت سے علماء وفضلاء نے آپ سے روایت کیا ہے۔

اُمھات المومنین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت حدیث کے حوالے سے خاص مقام رکھتی ہیں آپ کا شمار مکثرین صحابہ میں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی مرویات کی کل تعداد (۲۲۱۰) ہے۔ان میں سے دو سو چھیاسی احادیث صحیحین میں شامل ہیں۔

مکثرین صحابہ کرام جن کی تعداد سات ہے کے نام درجہ ذیل ہیں۔

نام:	تاریخ وفات	مرویات کی تعداد
سیدنا ابو ہریرہؓ	۵۷ھ،۵۸ھ،۵۹ھ	۵۳۷۴
سیدنا ابنِ عباسؓ	۶۸ھ	۲۶۶۰
سیدنا ابنِ عمرؓ	۷۳ھ	۲۶۳۰
سیدنا جابرؓ	۷۴ھ	۲۵۴۰
سیدنا انسؓ	۹۱ھ	۲۲۱۸
سیدنا ابو سعید خدریؓ	۷۴ھ	۲۲۷۰
سیدہ عائشہؓ	۵۷ھ،۵۸ھ	۲۲۱۰

صحابہ کرام اور صحابیات کی تعلیم

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا ۔[15]

"ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ پر جب بھی کوئی حدیث مشکل ہوتی اور ہم نے اس کے بارے میں عائشہؓ سے پوچھا تو ہمیں ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی جانکاری ضرور ملی۔"

صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ صحابیات بھی آپ سے تعلیم حاصل کرتیں اور مختلف مسائل خصوصا ایام مخصوصہ سے متعلق شرعی احکام کے لئے آپ سے رہنمائی حاصل کرتیں تھیں۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے صحابہ کرام کو قرآن کی تفسیر، احکام و مسائل، حدیث اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سکھایا۔

غریب ومحتاج لوگوں کی مدد

ان عائشة بعثت اليها بمال فی غرارتين ، قالت اراه ثمانين و مائة الف فدعوت بطبق و هی يو مئذ صائمة فجلست فقسمته فا مست وما عندها منه درهم فقلت يا جا رية هلم فطری،فجاء تها بزيت و خبز،فقالت لها اءم ذرةءاما استطعت ءان تشتری لنا لحما بدرهم نفطر عليه ؟ قالت لا تعبفينی لو كنت ذكر تينی لفعلت[16]

"حضرت عائشہؓ کی خدمت میں سیدنا معاویہ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسی ہزار درہم بھیجے ،حضرت عائشہؓ نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دی یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کر دی، جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا میری افطاری لاؤ، باندی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، حضرت عائشہ کی ایک خادمہ اُم ذرہ تھیں، انہوں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں سے ایک درہم کا گوشت ہمارے لئے نہیں خرید ا جا سکتا تھا جس سے ہم لوگ افطاری کرتے ؟ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے یاد دلایا ہوتا تو میں خرید لیتی "

اس قدر سخاوت اور غرباء و مساکین کی مدد اہل بیت کا ہی خاصہ ہے کہ اتنی بڑی رقم تقسیم کرتے ہوئے بھی زرہ بھر اپنا خیال نہ آیا کہ کچھ اپنے لئے بھی بچالیں سارا کا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا یقینا اہل بیت کی نظر دنیا کی بجائے آخرت پر تھی جس کا وعدہ اللہ نے اُن سے کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا افطاری کا کھانا مساکین کو دینا

عن عائشة زوج النبی ﷺ ان مسكينا سالها وهی صائمة،وليس فی بيتها الا رغيف ،فقالت لمولاة لها اعطيه اياه، فقالت ليس لک ما تفطرين عليه،فقالت اعطيه اياه ،قالت ففعلتُ،قالت فلما امسينا اهدى لنا اهل بيت او انسان ما كان يهدى لنا شاة و كفنها ،فدعتنی عائشة ، ام المومنين فقالت كُلی من هذا، هذا خير من قرصک[17]

"ایک دن حضرت عائشہؓ روزے سے تھیں، اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو انہوں نے لونڈی سے کہا کہ وہ روٹی اس کو دے دو، اس نے کہا افطاری

کس چیز سے کریں گے، فرمایا! دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوادیا، لونڈی کو بلا کر کہا یہ کھانا تیری روٹی سے بہتر ہے"۔

غزوہ اُحد کے موقع پر زخمیوں کو پانی پلانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے موقع پر حضرت عائشہؓ اور حضرت اُم سلیمؓ کو دیکھا، انہوں نے پائچے چڑھائے ہوئے تھے، وہ اپنی پشت پر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں، اور مجاہدوں کو پانی پلاتیں، جب مشکیزے خالی ہو جاتے تو پھر لوٹتیں اور تازہ پانی بھر لاتیں" (اس وقت پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے)۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی سخاوت

لوكان عندی عشرة آلاف لو هبتها لک قال فما ءامست حتی بعث ءاليها معاويه بمال فقالت :ما اسرع ما ابتليت و بعث ءالی المنكدر بعشرة آلاف درهم فاشتری منها جارية فهیءام ولده محمد و عمرو ءابی بكر[18]

"حضرت عائشہؓ نہایت سخی خاتون تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ان کو فیاضی سے روکنا چاہا تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ حضرت اسماءؓ آپ سے بھی زیادہ فیاض تھیں، حضرت عائشہؓ کا معمول تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں اور جب معقول رقم جمع ہو جاتی تو انھیں صدقہ کر دیتی جبکہ سیدہ اسماءؓ کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں روز کا روز خرچ کر دیتی تھیں۔ ایک بار حضرت منکدر بن عبد اللہؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بولیں کہ تمھارا کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا" نہیں"

فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی، حسن اتفاق سے شام ہی کو سیدنا معاویہ نے ان کے پاس درہم بھیجے، بولیں کس قدر جلدی میری آزمائش پوری ہوئی، فوراً آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور دس ہزار درہم دیدیئے، انہوں نے اس رقم سے لونڈی خریدلی، اور اس ام ولد سے محمد، ابو بکر اور عمر پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فقرہ، یتیموں، بیوہ عورتوں اور محتاج لوگوں کی مدد کی اور ان کی بھلائی کے لئے کام کیا۔ انہوں نے اپنے اثاثے کا استعمال کر کے ان لوگوں کی معاشی مشکلات کو حل کرنے میں مدد کی۔

خلاصہ

سیدہ عائشہ کے علمی مقام، آپ کی علم حدیث، علم تفسیر اور علم فقہ کے حوالے سے خدمات کو بیان کیا گیا ہے۔ مختلف سلف و صالحین کے سیدہ عائشہ سے متعلق اقوال کو نقل کیا گیا ہے۔ آپ کی سخاوت اور خدا ترسی سمیت غرباء و مساکین سے آپ کے رویے کو اس فصل کا حصہ بنایا گیا ہے۔

مبحث دوم: ام سلمہؓ، زینب بنتِ خزیمہؓ، زینبؓ بنتِ جحش کی خدمات

اُم المومنین حضرت سلمہؓ

آپؓ کا اسم گرامی ھند ہے۔ ابو امیہ سہیل زاد الرکب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنتِ عام تھے۔ [19] آپ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے، لیکن ۲۸ ق ھ / ۵۹۶ھ زیادہ درست ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی پیدائش کے چند عرصہ بعد آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ویسے انہیں ان کے بہت سے خصائص ورثے میں ملے۔[20] آپ ابی اسامہ بن عبد الاسد کے نکاح میں تھیں۔ ابو سلمہؓ آپ کو حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں ساتھ لے گئے۔[21]

علمِ حدیث

روایت حدیث میں حضرت عائشہؓ کے بعد خواتین میں اُم سلمہؓ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی مرویات کی تعداد (378) ہے۔ اس لحاظ سے آپ ک شمار محدثین اصحاب کے تیسرے گروہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی حدیث کے حوالے سے خدمات پر محمد بن لبید فرماتے ہیں:

"کان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحفظن من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا مثلا عائشة وام سلمة" [22]

یعنی عام طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کی حدیثوں کو بہت زیادہ محفوظ رکھتی تھیں، مگر حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ اس سلسلہ میں سب سے ممتاز تھیں۔

مروان بن حکم ان سے مسائل ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا: **کیف نسائل احداوفیناازواج النبی ﷺ"** انحضرت ﷺ کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے سے کیوں پوچھیں"[23] حدیث سننے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ ایک دن بال گوندوار رہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور زبان مبارک سے ایھا الناس (لوگو)! کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سُنا[24]

مجتہد تھیں، صاحبِ اصابہ نے آپ کے تذکرے میں لکھا ہے:

(صَاحِبُ العقل البائغ و الرأی ا لصا ئب)

"یعنی وہ کامل عقل اور صائب الرائے تھی"۔[25]

علامہ ابنِ قیم اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں:

"اگر اُم سلمہؓ کے فتویٰ کو جمع کیا جائے تو ایک رسالہ ترتیب ہو سکتا ہے"[26]

آپ کے فتویٰ زیادہ تر متفق علیہ ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت بہت عمدہ طریقے سے کرتی تھیں اور رسول اکرم ﷺ کی قراءت کے مشابہ ہوتی تھی۔

اسرار الدین

حضرت ام سلمہ کو حدیث فقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا۔ حضرت حذیفہ بھی اس علم کے ماہر تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن کے پاس آئے اور بولیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جن کو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا نہ وہ مجھے دیکھیں گے۔ حضرت عبدالرحمن گھبرا کر حضرت عمر کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت عمر حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور کہا۔ "اللہ تعالی کی قسم! سچ سچ کہنا کیا میں انہی میں ہوں؟ حضرت ام سلمہ نے کہا نہیں لیکن! تمھارے علاوہ میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی۔[27]

آپ کے تلامذہ میں ایک بڑی جماعت تھی چند ایک کے نام یہاں مذکور ہیں:

عبدالرحمان بن ابو بکر۔ اسامہ بن زید۔ ہند بنتِ حارث الفراسیہ۔ صفیہ بنتِ شیبہ۔ عمر۔ زینب، بیٹی ام سلمہ۔ مصعب بن عبداللہ۔ عبداللہ بن نافع۔ شعبہ۔ ابوبکیر۔ سلیمان بن یسار، حمید، ابو سلمہ۔ سعید بن مسیب۔ حسن بصری۔ عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام۔ عروہ بن زبیر، نافع مولا ابن عمر۔ یعلیٰ بن مملک شامل ہیں[28]

رفاہی خدمات

غرباء و مساکین کی مدد

حضرت ام سلمہ اپنے والد کی طرح انتہائی سخی تھیں اور دوسروں کو بھی سخاوت کی دعوت دیتیں، ناممکن تھا کہ کوئی سائل ان کے گھر سے خالی ہاتھ جاتا۔ زیادہ نہ ہوتا تو کچھ نہ کچھ اسے دے دیتی کہ اس کا بھلا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ چند مساکین عورتیں جو ان کے گھر آئیں اور بڑی حسرت سے سوال کیا، اُم الحسن ان کے پاس بیٹھی تھیں۔ آپ نے انھیں بہت سُست کہا۔ حضرت ام سلمہ نے انہیں روکا اور فرمایا، ہم کو اس کا حکم نہیں، پھر لونڈی کو حکم دیا انہیں خالی ہاتھ نہ جانے دو اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔[29]

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کسی بھی سوالی کو بغیر کچھ دیئے واپس نہیں بھیجا۔ جود و سخاء میں آپ اپنی مثال آپ تھیں۔ ام سلمہ کا انتقال ۶۳ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر ۸۴ سال تھی۔

اُم المومنین سیدہ زینب بنتِ خزیمہؓ

آپ کا نام زینب، لقب اُم المساکین تھا۔ آپ کے والد کا نام خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ تھا۔ ابتداء ہی سے آپ نہایت شفیق اور مہربان تھیں۔ غرباء اور مسکین کی ہر وقت مدد میں مصروف رہتی تھیں اور بھوکوں کو کھانا کھلاتی تھیں۔ آپ کے انہی اوصاف و کمالات کی بناء پر آپ کو "اُم المساکین" کہا جاتا ہے۔

ابنِ ہشام لکھتے ہیں:

وكانت تسمى أم المساكين لرحمتها إيا هم ورقتها عليهم۔[30]

"حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ کو لوگوں پر ان کی رحم دلی اور نرمی کی وجہ سے اُم المساکین کہا جاتا تھا۔"

امام طبرانی ابن شہاب زہری سے راویت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا تھا اُس وقت بھی انہیں اُم المساکین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ یہ نام اور کنیت کی وجہ غرباء اور مساکین کو کھانا کھلانے کی وجہ سے مشہور تھی۔[31]

علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے:

يقال لها: أمه المساكين لكثرة إطعامها المساكين و صدقتها عليهم۔[32]

آپ کا پہلا نکاح رسول اکرمؐ کی پھوپھی زاد بھائی عبد اللہ بن جحشؓ سے ہوا جو کہ جلیل القدر صحابی تھے اور جنگِ احد میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کی شہادت کے بعد آپؐ نے اسی سال حضرت زینب بنتِ جحش سے نکاح کر لیا تھا۔ رسول خدا ﷺ کی زوجیت کے آنے کے صرف دو ر تین ماہ بعد آپ ربیع الاول چار ہجری کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئی، اُسوقت آپ کی عمر تیس برس تھی کہ خالق حقیقی سے جا ملی۔ آپؐ نے خود لحد میں اُتارا اور یوں آپ دوسری زوجہ محترمہ تھی جنھیں حضرت خدیجہؓ کے بعد رسول اکرم نے قبر میں اتارا اُس کے علاوہ یہ اعزاز کسی اور زوجہ کو حاصل نہیں۔

اُم المومنین حضرت زینب بنتِ جحشؓ (۵۹۰ھ۔۶۴۱م)[33]

اُم المومنین سیدہ زینب بنتِ جحش کا نام زینب اور کُنیت ام الحکم تھی۔ آپ کے والد کا نام جحش بن رباب، اور والدہ کا نام امیمہ بنتِ عبد المطلب تھا جو کہ رسول اکرم ﷺ کی پھوپی تھیں۔ سیدہ زینب کا پہلا نکاح زید بن حارثہ سے ہو جو کہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ دونوں میں نبھاہ نہ ہو سکی اور حضرت زید نے طلاق دے دی، جس کے بعد وحی الہی کے مطابق آپ ﷺ نے اُن سے نکاح کر لیا۔

حضرت زینب بنت جحشؓ بہت زیادہ دین دار، تقویٰ اور انکساری، راست گوئی و فیاضی، میں اپنی مثال آپ تھیں۔

آپ کے بارے میں سیدہ عائشہ فرمائے ی ہیں:

وَ لَمْ أَرَ امرأَةً قط خَيرًا فِي الدِّينَ مِن زَينَبَ وَ أَتْقَى لِله۔ وَ أَصْدَقَ حَدِيثًا وَ أوصَلَ لِلرَّحِم۔ وَ أَعْظَمَ صَدَقَةً وَ أَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِى تَصدَّقُ بِهِ وَ تَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللهِ تَعَالَى مَاعَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ۔[34]

"میں نے سیدہ زینب سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، قول کی سچی، صلہ رحمی کرنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی اور نہ ان سے زیادہ تواضع اختیار کرنے والی اور اعمال کو

کم سمجھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی، البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں۔"

حضرت زینب بنت جحش سخاوت و فیاضی اور غرباء کے لیے درد دِل رکھنے والی خاتون تھیں۔ آپ ہمیشہ غریب اور نادار لوگوں کی مدد کیا کرتیں تھیں۔ علامہ ابنِ کثیر کی تفسیر ابن کثیر میں ہے: وکانت کثیرۃ الخیر والصدقۃ۔[35]

"سیدہ زینب بنتِ جحش بہت زیادہ خیرات اور صدقات کرنے والی تھیں۔"

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا، قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَ تَصَدَّقُ.[36]

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (میری وفات کے بعد جنت میں) تم سب سے زیادہ جلد وہ بیوی ملے گی، جس کے ہاتھ تم سب میں سے زیادہ لمبے ہوں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں، لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کیا کرتی تھیں۔"

آپؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال فرمانے والی زوجہ محترمہ آپ تھیں۔

ایک مرتبہ سیدہ زینب کو حضرت عمر فاروق نے نفقہ بھیجا تو انہوں نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور حضرت برزۃ بنت رفع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دو۔ حضرت برزۃ نے عرض کیا پھر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا: کپڑے کے نیچے جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے، جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی:

الھم لایدر کنی عطاء لعمربعد عامی ھزا۔[37]

"اے اللہ! اس سال کے بعد میں عمر کا عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں۔"

آپ کی دعا قبول ہوئی اور اسی سال آپ کا انتقال ہوا۔ آپ بہت خود دار خاتون تھیں۔ ہمیشہ آپ نے کسی بھی ضرورت یا حاجت میں اللہ تعالی سے رجوع کیا اور اللہ تعالی نے اسے پورا فرمایا۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اللہ کی توفیق سے آپ نے غریبوں اور مسکینوں کی مدد کا کام نہیں چھوڑا۔ موجودہ دور میں آپ کے اسوہ کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ سیدہ زینت بنت جحش غرباء، مساکین، یتیموں کا سہارا تھیں آپ کی وفات اُن کے لئے ایک نہ تلافی نقصان تھا۔

حضرت زینب کی وفات پر حضرت عائشہ نے فرمایا:

ذھبت حمیدۃ فقیدمفزع الیتامی ،[38]

"وہ نیک بخت بے مثل خاتون چلی گئیں اور یتیموں کو بے چین کر گئیں۔"

روایتِ حدیث:

حضرت زینب بنتِ جحش سے گیارہ (۱۱) احادیث منقول ہیں جن کے راویوں میں ام حبیبہ اور زینب بنتِ ابی سلمہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔[39]

خلاصہ

اس بحث میں سیدہ اُم سلمہؓ کی علمی خدمات، علم حدیث میں آپ کا مقام، علمِ فقہ میں مسائل سے متعلق آپ کی گرفت، سمیت مختلف اہلِ علم کے اقوال، سیدہ زینب بنت خزیمہ (اُم المساکین) کی خدمت خلق، سیدہ زینب بنت جحش کا غرباء اور مساکین کی خدمت کا جذبہ اور آپ کا علم حدیث کے حوالے سے کام اس فصل کا حصہ ہے۔

مبحث سوم: مشہور عالمات خواتین

علمِ حدیث کے بعد مسلمان خواتین نے علمِ فقہ میں بھی بڑی مہارت کے ساتھ سیکھا، نا صرف سیکھا بلکہ اسے امت کی آنے والی خواتین تک بھی اس علم کو پہنچایا۔ فقہہ میں ان کی مہارت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ خود فتویٰ دیتی تھیں اور اپنے علم کی بنیاد پر فتویٰ دیتی تھیں۔ ایسی خواتین بھی ہیں جن کے فتویٰ باقاعدہ کتابی صورت میں لائبریریوں میں موجود ہیں، جن میں تین کا ذکر ہم کریں گے۔

فاطمہ بنتِ یحیٰ اُندلسیہ

یہ خاتون مشہور فقیہہ عالم دیں یوسف بن یحیٰ کی بہن تھی۔ نہایت نیک اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ علم فقہ میں کسی صورت اپنے بھائی سے کم نہ تھیں۔ علمی شہرت کا یہ عالم تھا کہ دور دور سے لوگ اُن کے پاس مسائل کے بارے میں پوچھنے آتے تھے۔ وفات کے بعد جنازے میں اتنے لوگ تھے کہ جگہ کم پڑ گئی تھی۔

فاطمہ بنت علاؤ الدین

فقہ حنفی کی مشہور کتاب کا نام "تحفۃ الفقہاء" ہے جسے مشہور عالم دیں شیخ علاؤ الدین سمر قندی (۵۲۹ء) نے لکھا ہے۔ اس کتاب کی شرح ان کے داماد نے لکھی ہے۔ اس کا نام "البدائع والصنائع" ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتب میں سے ایک ہے۔ یہاں یہ بات قبلِ غور ہے کہ شیخ علاؤ الدین کی صاحبزادی بھی فقیہہ تھی اور انکا مرتبہ فتویٰ نویسی کا تھا۔ فاطمہ بنت علاؤ الدین نے اپنے شوہر کے ساتھ ملکر شوہر کا سانی کے ساتھ برابر ہاتھ بٹایا ہے۔ وہ خود بڑی عالمہ اور فقیہہ تھیں۔[40]

مریم جمیلہ (۱۹۳۴ء۔۲۰۱۲ء)

آپ کا پیدائشی نام مارگریٹ مارکس تھا۔ مریم جمیلہ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء میں امریکی شہر نیویارک کے ایک یہودی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ مریم جمیلہ جن کا ماں باپ کا دیا ہوا نام مارگریٹ مارکس تھا، نیویارک کے ایک سیکولر یہودی گھرانے میں ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انھوں نے روچسٹر یونی ورسٹی میں ۱۹۵۱ء میں داخلہ لیا۔ علم وادب اور میوزک اور تصویر کشی (painting) سے طبعی شغف تھا۔ فلسفہ اور مذہب بڑی کم عمری ہی سے ان کے دل چسپی کے موضوعات تھے، بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ حق کی تلاش اور زندگی کی معنویت کی تفہیم ان کی فکری جستجو کا محور رہی۔ دل چسپ امر یہ ہے کہ اسلام سے ان کا اولین تعارف یونی ورسٹی کے کورس کے ایک ابتدائی مضمون Judaism in Islam کے ذریعے ہوا، جو ایک یہودی استاد ابراہم اسحٰق کاٹش پڑھاتا تھا۔[41] محترمہ مریم جمیلہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں بڑی کم عمری کے عالم میں مسلم دنیا کے علمی اُفق پر رُونما ہوئیں اور بہت جلد انھوں نے ایک معتبر مقام حاصل کر لیا۔ انھوں نے اسلام کے اس تصور کو جو قرآن وسنت کی اصل تعلیمات پر مبنی ہے اور جو زندگی کے ہر پہلو کی الہامی ہدایت کی روشنی میں تعمیر وتشکیل کا داعی ہے، بڑے مدلل انداز میں پیش کیا اور وقت کے موضوعات اور اس دور کے فکری چیلنجوں کی روشنی میں کسی مداہنت کے بغیر اسلام کی دعوت کو پیش کیا۔ اس باب میں ان کو یہ منفرد حیثیت حاصل تھی کہ وہ نہ صرف ایک مسلمان صاحب علم خاتون اور داعیہ تھیں، بلکہ امریکی ہونے کے ناتے مغربی تہذیب سے پوری طرح آشنا تھیں اور ان کی حیثیت Insider یعنی وہ خود شاہد تھی۔

آپ کو موضوع اور زبان دونوں پر قدرت حاصل تھی اور وہ اپنی بات بڑے جچے تلے انداز میں مسکت دلائل کے ساتھ بڑی جرأت سے پیش کرتی تھیں۔ ۳۰ سے زیادہ کتابوں کی مصنفہ تھیں اور ان کے علاوہ بیسیوں مضامین اور تبصرے ان کے قلم سے نکلے۔ اُن کی مشہور کتب کے نام درجہ ذیل ہیں۔[42]

1. Islam and the Muslim Woman Today
2. Islam and Orientalism
3. Islam and Modernism
4. Islam and Western Society
5. Islam in Theory and Practice
6. Why I Embraced Islam
7. Islam versus the West
8. Islam and Modern Man
9. Is Western Civilization Universal?
10. Westernization and Human Welfare
11. Three Great Islamic Movements in the Arabs
12. Westernization versus Muslims
13. Islam versus Ahl al-Kitab: Past and Present

14. Islam and Our Social Habits

محترمہ مریم جمیلہ نے اپنی کتب کے ذریعے مغرب میں اسلام سے متعلق غلط اور تعصبانہ خیالات و نظریات کا بہترین انداز میں جواب دیا جس کی بدولت مغرب میں لوگوں کے اندر اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کا کسی حد تک تدارک ہوا۔ محترمہ مولانا مودی کے افکار اور نظریات سے بہت زیادہ متاثر ہوئیں اور اُن سے ملاقات کے لئے ۱۹۶۲ء میں پاکستان تشریف لائیں اور پھر مستقل طور پر لاہور، پاکستان میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ نے اپنی کتب کے ذریعے اسلام کا مثبت تشخص دنیا کے سامنے پیش کیا خصوصاً اہل مغرب کے سامنے۔

خلاصہ

اس بحث میں مشہور مسلم عالمات و فاضلات کی خدمات کو بیان کیا گیا ہے جن میں فاطمہ بنتِ یحیٰ اُندلسیہ، فاطمہ بنتِ علاؤ الدین، محترمہ مریم جمیلہ شامل ہیں۔

اس مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابیات اور عالمات نے اسلامی معاشرت میں علمی اور رفاہی خدمات کے ذریعے اہم کردار ادا کیا۔ سیدہ عائشہؓ، سیدہ ام سلمہؓ، سیدہ زینبؓ اور دیگر ممتاز خواتین کی خدمات نے اسلامی تاریخ میں فلاحی اور علمی معیار قائم کیا۔ ان کی رفاہی کوششیں اور علمی خدمات آج بھی ہمارے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں اور ہمیں ان کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات (References)

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، کتاب ھل یجعل للنساء یوما علی حدۃ فی العلم، حدیث:۱۰۱

[2] سیرت عائشہؓ، سید سلمان ندوی، دار البلاغ لاہور، صفحہ: ۲۲

[3] ابو عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی، سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشہ، حدیث:۳۸۸۳

[4] امام حاکم، مستدرک للحاکم، جلد:۴، صفحہ:۱۴

[5] طبقات ابن سعد (۲/ ۲۷۴) من طریق الواقدی

[6] مستدرک حاکم ۴۔۱۱

[7] معجم الکبیر طبرانی ۲۳/ ۱۷۲

[8] سورۃ القمر ۴۶:۵۴

[9] سورۃ الاحزاب ۳۳:۳۴

[10] طبقات ابن سعد، ۲/ ۳۷۵ من طریق الواقدی

[11] مستدرک للحاکم ۴۔ ۱۱

[12] مستدرک للحاکم ۴ / ۱۱

[13] طالب ہاشمی، تذکارِ صحابیات، صفحہ: ۶۰

۱۴۔ امام حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب، جلد ۱۲: صفحہ ۴۳۴، ۴۳۳، ۴۳۵

[15] سنن ترمذی، کتاب المناقب عن رسول ﷺ، باب فضل عائشة، حدیث 3883۔

[16] ۔ تذکار صحابیات

2۔ موطامالک: کتاب الصدقه، باب الترغیب فی الصدقه، ج ۲ ص ۹۹

[17] ابوعبداللہ محمد بن مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال، حدیث: ۲۸۸۰

[18] الطبقات الکبریٰ: ترجمہ منکدر بن عبداللہ، ج ۵ ص ۲۰

[19] طالب ہاشمی، تذکارِ صحابیات، صفحہ: ۶۷

[20] ایضاً

[21] ثمینہ اختر، تفسیری ادب میں صحابیات کی خدمات، مقالہ ایم اے، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۸ء صفحہ

[22] طبقات ابن سعد، جلد ۲، ق ۲۰، صفحہ: ۱۲۶

[23] امام احمد بن حنبل، مسند احمد جلد، ۶، صفحہ ۳۱۷

[24] مسند احمد، ۶/ ۳۰۱

[25] الاصابہ: ۴/ ۴۵۹

[26] اعلام الموقعین: ۱/ ۱۲

[27] مسند احمد ۶/ ۳۰۷

[28] سید سلیمان ندوی، سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات، صفحہ: ۶۳

[29] الاستعاب۔ ۲/ ۸۰۳

[30] ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ دار الجیل، بیروت، لبنان 1411ھ) جلد: ۶، صفحہ: ۶۱

[31] امام طبرانی، المعجم الکبیر، (مکتبہ العلوم دار الحکم، بیروت، لبنان، 1983) جلد: ۴، صفحہ: ۳۲، رقم: ۶۸۰۵

[32] ابن البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، (دار الجیل، بیروت لبنان، 1412ھ) جلد ۷، صفحہ: ۱۳۰، الرقم: ۶۹۶۱

[33] ابن البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، کتاب النساء وکناھن، باب الزای، : ۸۳۱۔ ۸۳۶

[34] مسلم بن الحجاج القشیری۔ س۔ ن۔ الصحیح، 4/ 1891، داراحیاء التراث العربی، رقم: 2442 بیروت، لبنان

[35] ابنِ کثیر، البدایۃ والنہایۃ، (دار الفکر بیروت، لبنان، 1998) 4/ 148

[36] صحیح مسلم، حدیث ۲۴۵۲

[37]ابن سعد، الطبقات الکبری، (دار الفکر بیروت، لبنان 1978ء) جلد:۳، صفحہ:۳۱۰

[38]طالب ہاشمی، تزکارِ صحابیات، صفحہ:۹۲

[39]ایضاً

[40]محمد سلیم، مسلمان خواتین کی دینی خدمات، صفحہ:۴۲

[41] ۔پروفیسر خورشید احمد، مریم جمیلہ۔اسلام کی بے باک ترجمان، ماہنامہ الشریعہ (۱۹) فروری ۲۰۱۳

[42]wikipedia/kiwix/medbox.iiab.me۔ سے اور گوگل۔کام سے تمام کتب لی گئیں ہیں